تھے کہ ان کو پھاڑ کر کھا جائے۔"

حیوان پرستی کے سلسلے میں مصریوں کا ذوق عجیب تھا، مذکورہ بالا حیوانی معبودوں کے ساتھ ساتھ ان کا بڑا زبردست معبود سانڈ تھا جسے وہ ابیس[1] بھی کہتے تھے اور بیل ہی کی شکل کا ایک معبود ھاتور نامی تھا، اور جہاں ایسے بھاری بھرکم بدن والے جانور کو وہ پوجتے تھے، وہیں ایک حقیر کیڑا، جسے عربی میں جعل کہتے ہیں، اور مصر کی پرانی زبان میں اس کا نام "خپر" تھا شکل جس کی یہ بتائی گئی ہے، یہ کیڑا مصریوں کے اہم معبودوں میں شمار ہوتا تھا، عہدِ فراعنہ کے پچھلے دور کے مورخین نے بعض دلچسپ لطائف بھی مصریوں کی حیوان پرستی کے سلسلے میں نقل کئے ہیں مثلاً ڈیوڈور صیقلی نے لکھا ہے کہ

---

[1] واللہ اعلم بیل، عربی تلفظ جس کا بعل ہے اس کی پرستش کا رواج دنیا میں کس بنا پر ہوا۔ زرعی جانور ہونے کی وجہ سے اس کی پرستش ہوتی تو چاہئے کہ جن ملکوں میں بجائے بیلوں کے گھوڑوں سے ہل جوتتے ہیں وہاں کے لوگ گھوڑوں کو پوجتے اور گھی دودھ وغیرہ اگر اس کی علت ہوتی تو غریب بھینس (جاموس) جو مصر وغیرہ میں بھی بکثرت پائی جاتی ہے اس کی زیادہ مستحق تھی شیخ اکبر محی الدین بن عربی نے لکھا ہے کہ عرش کے اٹھانے والے فرشتوں میں ایک فرشتے کی شکل بیل جیسی ہے، یہودی روایات میں بھی یہ قصہ ملتا ہے شیخ اکبر نے اس پر اضافہ بھی کیا ہے کہ جس زمانے سے بیل کو لوگوں نے معبود بنایا اس فرشتے کے چہرے پر غم کے آثار، طاری ہیں ہمیشہ وہ مغموم رہتا ہے، بہر حال اسباب کچھ بھی ہوں جو مورتیاں مصر سے برآمد ہورہی ہیں ان میں ابیس اور ھاتور کی مورتیاں بھی ملی ہیں، علاوہ اس کے مصریوں کا قاعدہ یہ بھی تھا کہ ایک خاص قسم کا سانڈ جس میں خاص خاص علامتیں ہوتی تھیں تلاش کرکے وہ لایا جاتا تھا اور عظیم الشان مندر میں وہ رکھا جاتا تھا۔ بڑے بڑے کاہن اس کی سیوا کرتے تھے جب ابیس مرجاتا تو پہلے اس کو دریائے نیل میں غسل دیا جاتا پھر حنوط کرنے والی دواؤں کو اس میں بھر کر بڑے دھوم دھام سے اس کو دفن کردیا جاتا تھا اس کے جنازے میں کاہن خاص طریقے سے ناچا کرتے تھے اسی طرح جب نیا ابیس اپنی خاص علامتوں کے ساتھ مل جاتا تو پھر بڑی خوشی منائی جاتی تھی اور اس وقت کا ناچ بھی خاص ڈھنگ کا ناچ ہوتا ص۵۳ الادب والدین الظنون زکری

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

"کسی رومی سپاہی نے ایک بلّے کو مار ڈالا، مصر والوں نے اس بلّے کے قصاص میں اس رومی کو قتل کر دیا۔"

اسی طرح پلوٹارک نے یہ قصہ نقل کیا ہے کہ

"مصر کے وسطانی علاقہ صوبہ سینوپولیت نامی کے باشندے ایک خاص قسم کی مچھلی کا شکار کر کے اس کو چٹ کر گئے جو صوبہ کسرنیک کے رہنے والے مچھلی کی اس قسم کی پوجا کرتے تھے یہ خبر مچھلی کے پوجاریوں کو جب ملی تو انھوں نے سینوپولیت والوں کے نام اعلان جنگ کر دیا بڑی زبردست لڑائی ہوئی آخر اس کتّے کے پکڑنے میں کامیاب ہوتے جو سینوپولیت والوں کا معبود تھا انھوں نے مچھلی کے قصاص میں اس کتّے کو ذبح کیا اور انتقام کی آگ بجھائی"

مصر قدیم کا مورخ اسٹرابوں بھی ہے اس نے لکھا ہے کہ

"مصر والے گھڑیالوں اور دیگر مچھوں کے لئے کھانے کا نظم بڑے تزک و احتشام سے مختلف دریاؤں میں کرتے تھے اور بیش قرار رقوم اس پر وہ خرچ کیا کرتے تھے"

ہیروڈوٹس نے بھی لکھا ہے کہ

"مصری جن جن جانوروں کی پوجا کرتے تھے ان کی لاشوں کو وہ بادشاہوں کے مقبروں میں دفن کیا کرتے تھے اور ان معبود جانوروں کے دفن میں اپنے ماں باپ اور عزیزوں قریبوں سے بھی زیادہ دلچسپی لیتے اور بیش قرار مصارف کا بار اٹھاتے"

انطون زکری کا بیان ہے کہ

"حال میں ایک بڑے گہرے خندق سے ہزار ہا ہزار بلّیوں، اور دیگر مچھوں کی لاشیں برآمد ہوئی ہیں جو ممی (حنوط) کی ہوئی تھیں،، ص۱۵۲

مصر کی تاریخ پڑھنے والے جانتے ہیں کہ تیس خاندانوں کی حکومت عہدِ فراعنہ میں یکے

بعد دیگرے جو قایم ہوتی رہی تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ کم از کم حضرت مسیح علیہ السلام سے چار ہزار برس پیشتر سے شروع ہو کر نقتانی بوس ثانی پر پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے سمجھا جاتا ہے کہ تین سو پچاس قبل مسیح میں فراعنہ کے اس دور کا انقراض ہوا، رومی اسی کے بعد مصر پر قابض ہو گئے، جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ سراغ لگانے والے مختلف قرائن اور شہادتوں کی روشنی میں اس نتیجے تک پہنچے ہیں کہ ہزارہا سال تک توحید و آخرت یعنی اور باپ یعنی نیکی و بدی پر دائمی بہشت و دوزخ مرنے کے بعد دوسری زندگی پر اور اسی قسم کی وہ ساری باتیں جن کی تعلیم خدا کے پیغمبروں نے دنیا کو دی ہے یہی چیزیں مصریوں کی دینی زندگی کے جوہری حقائق تھے، لیکن مصر کے اسی موحد ملک کے باشندے عروج وارتقاء کی آخری بلندیوں پر جب پہنچ گئے تو شش نق اور تاکلوت نامی فرعونوں کے زمانے میں جو اٹھائیسویں خانوادے کے حکمران تھے تخمینہ کیا گیا ہے کہ حضرت مسیحؑ سے تقریباً ایک ہزار سال سے آگے ان کی حکومت کا عہد متجاوز نہیں ہوتا، اسی زمانے میں خالق عالم کے سامنے سے جب کبھی کوئی قوم ہٹی ہے تو دیکھا گیا کہ ہر ایک کے سامنے پڑی ہوئی ہے،* آپ دیکھ رہے ہیں کہ جمل جیسے کیڑے تک کو معبود بنا لینے پر وہ راضی ہو گئے، وہ کتوں کو بھی پوجنے لگے، اور بتوں کو بھی، سانپوں کو بھی اور بچھوؤں کو بھی،

اور یہی میں کہنا چاہتا تھا کہ کچھ نہیں تو صرف مصر قدیم کی تاریخ ہی کا اگر مطالعہ کیا جائے تو نظر آئے گا کہ ابتداءً ہر قوم و ملت کو خالق عالم کی طرف سے پیغمبروں اور رسولوں نے توحید ہی کی تعلیم دی ہے شرک میں جب کبھی اور جہاں کہیں بھی قومیں مبتلا ہوئی ہیں وہ اپنے ابتدائی دین سے دور ہونے کے بعد ہی ہوئی ہیں اس قسم کی قرآنی آیتیں مثلاً

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا	ہم نے ہر امت (قوم) میں اپنے پیغام پہنچے دیر پیغام
اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ (سورہ نحل)	لے کر، کہ اللہ ہی کو پوجتے رہو، اور الطاغوت (یعنی خدا

* انکی پیشانی ہٹی اس کے بعد وہی انجام ان کے سامنے آیا جو خدا کے سامنے سے ہٹ جانے کے بعد ہر [illegible] قوم کے سامنے آیا ہے۔

... یعنی ایک خالق کے سامنے سے

سے سرکش بنانے والی چیزوں سے بچتے رہنا۔

یہ واقعہ ہے کہ ان کا صحیح مطلب دنیا کی قوموں کی تاریخ ہی کے پڑھنے کے بعد سمجھ میں آتا ہے خود اسی آیت کے آخر میں فرمایا گیا ہے

فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ — پھر چلو پھرو زمین میں اور دیکھو! کہ جھٹلانے والوں
کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ — کا انجام کیا ہوا۔

کاش! تفسیر کی تمام کتابوں کے ساتھ ساتھ قرآن کو سمجھنے کے لئے اس قرآنی مشورے کو ہمارے علماء سنتے، سیر فی الارض ہی کی تعمیل کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ زمین کے مختلف حصوں میں جو قومیں گذری ہیں کتابوں میں ان کا مطالعہ کیا جائے اور ان زبانوں کے سیکھنے کی کوشش کی جائے جن سے زمین کی پرانی امتوں کے حال کے جاننے میں مدد مل سکتی ہے۔

تصحیح

(نواب سراج الدین احمد خاں سائل) کی پہلی قسط جو جون ۴۹ء کے نمبر میں شائع ہوئی ہے اس میں ص۳۶۷ پر دوسری سطر کو صحیح کر کے یوں پڑھئے:-

"تھے اور ایک مقدس بزرگ تھے) یہ حویلی بنیادی بیگم زوجہ نواب غلام حسین خاں مسرور"

اور صفحہ ۳۷۲ پر پانچویں اور چھٹی سطر کو درست کر کے یوں پڑھیئے:

"نواب احمد بخش خاں کے بھائی کی پوتی لکھا ہے وہ خورشید بیگم کے بطن سے مرزا اکبر علی خاں کی بیٹی تھی۔ خورشید بیگم کی ماں مبارک بیگم تھی جو جنرل اختر لونی کی داشتہ تھی اور جس کی بنوائی ہوئی لال مسجد دہلی میں"

(حفیظ الرحمٰن واصف)

قدرتی نظام اجتماع

از جناب مولوی محمد ظفیر الدین صاحب پودہ نوڈیہادی استاد دارالعلوم معینیہ، سانحہ

بعض احباب کے حسب مشورہ اپنی کتاب "نظام مساجد" کا ایک باب پیش خدمت ہے خدا کرے یہ کتاب جلد طباعت کی منزل سے گذر کر اہل علم اور مسلمانوں کے ہاتھوں میں پہنچ جائے۔

اب ذرا تفصیلی طور پر اس قدرتی حسن انتظام کی حکمتوں میں غور و فکر کرنا ہے کہ حضرت حق جل مجدہٗ نے نظام مساجد میں مسلمانوں کی اصلاح اور ان کی دینی و دنیوی فلاح و نجاح کو کس عمدگی کے ساتھ جمع فرما دیا ہے۔

اجتماع کے مرکزی گھر اس میں تو شبہ نہیں کہ مسجدوں کا قدرتی نظام ہی اس لئے قایم کیا گیا ہے کہ انتشار و تشتت اور نفاق و شقاق کا قلع قمع کر دیا جائے اور بکھرے موتیوں کو ایک سلک گہر میں پرو کر اللہ تعالیٰ کے مقدس دربار میں ایک صف اور ایک جماعت کے اندر بغلگیر کر دیا جائے اور پوری نیاز مندانہ شان سے کھڑا کر کے دن رات کے پانچ وقتوں میں ان کی زبان سے یہ دعا بار بار دہرائی جائے۔

"اے وہ ذات کہ سب تعریفیں تجھ ہی کو زیبا ہیں ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ان برگزیدہ بندوں کا راستہ جن پر تو نے انعام و اکرام فرمائے ان ملعون انسانوں کا راستہ نہیں جن پر تیرا غضب ہے اور نہ ان کا راستہ جو راہ راست سے بھٹک کر گمراہ ہیں"

یہی وجہ ہے کہ نماز کا درجہ توحید کے بعد ہی رکھا گیا ہے، اور اسلام کی بنیادی چیزوں میں اس کو خاص اہمیت دی گئی ہے پھر توحید کی جھلک جماعت کی نماز میں قایم رکھ کر مسجدوں کا نظام برپا کیا اور ان کے ذریعہ عبادت کی روح اور اطاعت کی جان کو اجاگر کیا،

مسجدوں کے مرکزی گھر ہونیکا ثبوت قرآن سے | قرآن پاک اور احادیث نبوی کے الفاظ واضح طور پر بتاتے ہیں کہ نمازوں کی ادائیگی با جماعت مسجدوں ہی میں مطلوب ہے اور شریعت مطہرہ میں ان مسجدوں کو مرکزی گھر ہونے کی حیثیت حاصل ہے

مندرجہ ذیل آیتوں اور حدیثوں میں غور فرمائیں ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (اعراف - ۳)

اور سیدھا کرو اپنے چہروں کو ہر مسجد کے پاس، اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طور پر کرو کہ عبادت اس کے لئے خاص ہے۔

اس آیت کے تحت "صاحب تفسیرات احمدی" تحریر فرماتے ہیں۔

ففی الایۃ دلیل علی فرضیۃ القیام فی الصلوٰۃ ..... وادائھا فی المسجد وعدم اختصاص بمسجد ما

اس آیت سے نماز میں قیام کی فرضیت ثابت ہوتی ہے اور یہ کہ "وہ مسجد میں ادا کی جائے" ہاں وہ کسی خاص مسجد کے ساتھ مخصوص نہیں ہے

ابو بکر جصاص لکھتے ہیں

والثانی فعل الصلوٰۃ فی المسجد وذالک یدل علی وجوب فعل المکتوبات جماعۃ لان المساجد بنیت للجماعات (احکام القرآن)

دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ "نماز مسجد میں پڑھی جائے جس سے پتہ چلا کہ فرض نماز با جماعت واجب ہے کیونکہ مسجدیں قیام جماعت کے لئے بنائی گئی ہیں۔